8

خدا تعالیٰ کی ساری کی ساری صفات کو ظاہر کرنے والے بنو

(فرمودہ 23 فروری 1945ء بمقام لاہور)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی آمد ایک بادل سے مشابہت رکھتی ہے جس طرح بادل اور وہ بادل جو کہ ضرورت کے مطابق اور لمبے انتظار کے بعد دنیا میں آتا ہے جب لوگ گرمی کی شدت اور حبس کی تکلیف کی وجہ سے بے کل ہو رہے ہوتے ہیں، جب انسان اور جانور تازہ اور اچھے پانی کے لئے تڑپ رہے ہوتے ہیں، جب کھیت اپنی روئید گی کو نکالنے اور سبزہ کو اُبھارنے کے لئے پانی کے چھینٹوں کو ترس رہے ہوتے ہیں تب اُس تاریکی کے زمانہ میں اور تکلیف کے زمانہ میں ایک لمبے عرصہ اور لمبے انتظار کے بعد آسمان پر بادل نظر آتا ہے اور اسے دیکھ کر دنیا خوش ہوتی ہے کہ اب ہماری امیدیں پوری ہوں گی۔

اِسی طرح تکلیف اور دکھ کے بعد اور ایک لمبے انتظار کے بعد انبیاء علیہم السلام کا ظہور ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی خدا کی طرف سے صادق اور راستباز انبیاء علیہم السلام ظاہر ہوتے ہیں تو ان کے ظاہر ہونے سے پہلے اور پیچھے ایک گروہ غلطی خوردہ اور حقیقت سے دور مدعیوں کا بھی پیدا ہو جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے پہلے بھی اور

پیچھے بھی ایسے لوگ ظاہر ہوئے جو اپنے آپ کو خدا کا فرستادہ اور رسول قرار دیتے تھے۔ لیکن وہ خدا کی طرف سے سچے اور راستباز نہیں تھے۔ ان کے دلوں میں رسول بننے کی خواہش پہلے تو ان پیشگوئیوں کی وجہ سے پیدا ہوئی جو ایک آنے والے نبی اور رسول کے متعلق گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے کی گئی تھیں۔ جب ان کے باپ دادوں نے سنا کہ ایک آنے والے کی خبر دی گئی ہے جس کا نام یہودیوں کی بعض کتابوں میں محمد بتایا گیا ہے تو انہوں نے بھی اپنے بچوں کے نام محمد رکھنا شروع کر دیئے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے پہلے محمد نام بہت کم بلکہ قریباً نہیں تھا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کے قریب پانچ نام محمد ثابت ہیں۔ اور اپنے بچوں کے یہ نام رکھنے والے ماں باپ وہی تھے جنہوں نے یہودیوں سے یہ خبر سنی ہوئی تھی کہ آنے والے نبی کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گا۔ تو کچھ لوگوں نے تو نام ایسے رکھے جس کا یہودیوں کی کتب میں ذکر تھا کہ آنے والے کا یہ نام ہو گا۔ اور اس کے بعد جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والا ظاہر ہوا اور لوگوں نے دیکھا کہ پروانہ وار لوگ اس کے گرد جمع ہو رہے ہیں اور اس کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور اس کو فتح نصیب ہو رہی ہے۔ تو اس فتح اور کامیابی کو دیکھ کر بعض جھوٹے لوگوں نے بھی نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جب تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کامیابی نہیں ہوئی اُس وقت تک ان جھوٹے مدعیوں کو دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور جب آپ کو کامیابی اور فتح ہونا شروع ہوئی تو آپ کی کامیابی کو دیکھ کر ان جھوٹے مدعیوں نے بھی دعویٰ کر دیا۔ اور یہی ثبوت تھا اِس بات کا کہ دعویٰ کرنے والے جھوٹے تھے اور وہ آپ کی کامیابی کا نمونہ دیکھ کر لُوٹ کا مال سمجھ کر آگے آئے تھے ورنہ اگر وہ واقع میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے تو پھر ان مدعیوں کا زمانہ فتح مکہ سے پہلے بلکہ ہجرت سے پہلے ہونا چاہیے تھا۔

ہجرت سے پہلے عرب ایک تاریک ملک تھا جو گناہ اور غفلت میں ڈوبا ہوا تھا اور جس کی جہالت انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ کیونکہ اگر بنی نوع انسان کی محبت نے اُن کو اِس دعویٰ پر آمادہ کیا تب بھی ان کو اُس زمانہ میں کھڑا ہونا چاہیے تھا اور اگر ان مدعیوں کو خدا نے بھیجا تھا تب بھی ان کو ایسے زمانہ میں آنا چاہیے تھا جبکہ جہالت اور گمراہی پھیلی ہوئی تھی۔ کیا کوئی شخص یہ خیال

کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ ایک جھوٹے آدمی کو کھڑا کر دیا تا کہ وہ عرب سے شرک کو دور کر دے، تا کہ وہ جہالت اور گمراہی کو دور کر دے، تا کہ وہ فساد کو دور کر دے، تا کہ وہ عرب سے عورتوں پر جو ظلم ہوتے ہیں اُن کو مٹا دے، تا کہ وہ عرب سے بچوں کے قتل کو مٹا دے، تا کہ وہ عرب سے دوسری بد رسوم کو دور کر دے۔ اور جب نَعُوْذُ بِاللّٰہ جھوٹا مدعی یہ تمام کام کر چکا تو پھر خدا تعالیٰ نے اپنے سچے نبیوں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کو بھیجنا شروع کر دیا۔ جب ملک میں بغاوت ہوتی ہے تو اُسی وقت بادشاہ کی طرف سے جرنیل آیا کرتے ہیں۔ شاہی جرنیل اُس وقت نہیں آیا کرتے جب بغاوت فرو ہو چکی ہو اور امن قائم ہو چکا ہو۔ تو کسی مدعی کی طرف سے اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں دعویٰ کیا جاتا تو ایک انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید یہ سچا ہو، شاید خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے اسی کو بھیجا ہو۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ کام کر لیا جو کام خدا چاہتا تھا اور اس کے دین کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیں تو کچھ اَور لوگ اٹھے کہ ہم کو بھی خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ کوئی پوچھے تم کو کس لئے بھیجا ہے؟ کام تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کر چکے ہیں اب وہ کونسی کمی رہ گئی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے تم کو بھیجا ہے۔ تو ان کا اُس ابتدائی زمانہ میں ظاہر نہ ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ یا تو یہ ہوتا کہ کوئی مدعی کھڑا ہو کر یہ بتاتا کہ اسلام نے یہ یہ خرابیاں پیدا کر دی ہیں اور وہ یہ ثابت کرتا کہ عرب کی حالت اسلام سے پہلے اچھی تھی محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ظاہر ہونے سے خراب ہو گئی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ عرب کی حالت پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے اس لئے خدا نے مسیلمہ کو یا اسود عنسی کو یا کسی اور کو بھیجا تا کہ وہ اس خرابی کی اصلاح کرے مگر جب وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عرب کی حالت کیا سیاسی لحاظ سے اور کیا علمی لحاظ سے اور کیا اخلاقی لحاظ سے اور کیا روحانی لحاظ سے پہلے سے بہتر ہو چکی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سچے نبی کو بھیجنے کے لئے انتظار کیوں کیا؟ پس وقت کے لحاظ سے ان کا دعویٰ بالبداہت جھوٹا تھا۔ اگر کسی اَور نے آنا ہوتا تو وہ آتا اور آ کر یہ کہتا کہ یہ جھوٹا ہے میں سچا ہوں۔ اس نے آ کر خرابی پیدا کر دی میں اب اصلاح

کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اور پھر وہ اصلاح کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پس وقت کے لحاظ سے ان کا ایسے زمانہ میں ظاہر ہونا جبکہ کام ہو چکا تھا جہاں یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جھوٹے تھے وہاں اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ گزشتہ خبروں کی وجہ سے ایک آنے والے کا انتظار قلوب میں پیدا ہو چکا تھا جس سے ان لوگوں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی مگر غلطی یہ کی کہ انتظار کے بعد جب آنے والا آ گیا اور قلوب کو سیری ہو چکی تو اُس وقت انہوں نے بھی دعویٰ کر دیا۔

ان کی مثال ایسی ہے کہ ہمارے گھر میں ایک عورت ہوا کرتی تھی اس نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ وہ ایسی کند ذہن تھی کہ اُس نے اپنی استانی سے کہا کہ صبح مجھے ایک آیت بتا دیا کرو میں شام تک اُسے دہراتی رہا کروں گی اس طرح مجھے وہ آیت یاد ہو جائے گی اور اگلے دن دوسری آیت یاد کر لوں گی۔ ایک دن صبح کے وقت ایک آیت جو اسے پڑھائی گئی تو عصر کے قریب لوگوں نے سنا کہ وہ آٹا گوندھ رہی تھی اور یہ فقرہ بار بار دُہرا رہی تھی۔ ''جابھانوں آبھیناں جابھانوں آبھیناں''۔ کسی نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو؟ کہنے لگی آیت یاد کر رہی ہوں۔ اس نے کہا قرآن مجید میں تو اِس قسم کی کوئی آیت نہیں۔ کہنے لگی کیوں نہیں صبح مَیں نے یہ آیت سیکھی تھی اور اب تک میں اِسے دُہرا رہی ہوں۔ آخر معلوم ہوا کہ صبح اُس کو یَعْلَمُ مَا بَیْنَ سکھایا گیا تھا جو بگڑتے بگڑتے ''جابھانوں آبھیناں'' بن گیا۔ اس عورت کو یہ بھی عادت تھی کہ مجلس میں جب دوسری عورتیں ہنستی تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد ہنس کے خاموش ہو جاتیں اور کوئی سنجیدہ بات شروع ہو جاتی تو دو منٹ کے بعد یہ عورت زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنا شروع کر دیتی تھی۔ دوسری عورتوں نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ تم کس بات پر ہنس رہی ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ فلاں بات کی وجہ سے۔ انہوں نے کہا کہ وہ بات تو دو منٹ ہوئے ختم ہو چکی اُس وقت تو تم ہنسی نہیں اب کیوں ہنس رہی ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ''ساڈا ہاسا دوسریاں دے ہاسے وچہ مل جائے!!''۔ یعنی میری ہنسی کیا دوسروں کی ہنسی میں مل کر ضائع ہو جائے۔ تو یہ مدعی بھی اِسی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اگر یہ اُس وقت دعویٰ کرتے جب اصلاح کی ضرورت تھی تو لوگ بجائے ان کو پاگل سمجھنے کے یہ خیال کرتے کہ شاید یہ سچے ہوں۔ مگر جب کام ہو چکا اور پھر انہوں نے دعویٰ کیا تو اب تو ان کے پاگل ہونے میں شبہ ہی نہیں ہو سکتا

تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا کے دین کو قائم کر دیا اور لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیا اور ایسی جماعت تیار کی اور ایسے شاگرد پیدا کئے جنہوں نے آپ کی تعلیم کو پھیلانا شروع کر دیا تو پھر جھوٹے مدعی بھی کھڑے ہو گئے کہ شاید ہم بھی اِسی طرح کامیاب ہو جائیں گے جس طرح محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ فعل ایسا ہی تھا جیسا کہ منافق مدینہ میں کیا کرتے تھے کہ جب مسلمان لڑائی میں فتح حاصل کر کے آتے تو مدینہ سے آگے نکل کر اُن سے جاملتے اور کہتے کہ ہم بھی آپ کے بھائی ہیں۔ ان کا مطلب دراصل یہ تھا کہ ہم بھی تمہاری فتح اور کامیابی میں شریک ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ اتنے جھوٹے آدمیوں کا ظاہر ہونا اس وجہ سے تھا کہ دنیا ایک آنے والے نبی کی منتظر تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ چونکہ وہ جھوٹے تھے اس لئے جب قربانی اور تکالیف کا وقت تھا اُس وقت وہ شامل نہ ہوئے اور جب کامیابی کا زمانہ آیا اُس وقت شامل ہوئے۔

ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی دنیا ایک مسیح اور مہدی کی منتظر تھی اور اس انتظار کا بڑا بھاری ثبوت یہ ہے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی کئی مدعی ظاہر ہوئے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایران میں باب کی طرف سے باب مہدی ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ اس لئے وہ آنے والے مہدی کے لئے بطور دروازہ کے ہے اور اس کے بعد مہدی ظاہر ہو گا۔ سوڈان میں بھی ایک مہدی ظاہر ہوا۔ اَور ملکوں میں بھی کئی جھوٹے مہدی ظاہر ہوئے۔ ان سب جھوٹے مدعیوں کا دعوی کرنا اِس بات کی علامت تھی کہ آنے والے مہدی کے متعلق لوگوں میں یہ احساس پیدا ہونے لگ گیا تھا کہ وقت آگیا ہے کہ وہ موعود مہدی ظاہر ہو۔ اِس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آپ نے ایک جماعت بنائی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ مگر آپ سے پہلے جن لوگوں نے دعویٰ کیا اور جن کا دعویٰ کرنا صرف اس بات کی علامت تھی کہ اب وقت آگیا ہے کہ سچا مدعی پیدا ہو جس کی وجہ سے وہ سمجھے تھے کہ شاید وہ ہم ہی ہوں وہ سب ناکام رہے اور ان کی ناکامی نے بتا دیا کہ یہ لوگ اپنے خیالات میں غلطی کرنے والے تھے اور ان کا یہ خیال غلطی کی وجہ سے یا افتراء کی وجہ سے درست نہیں تھا۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور آپ نے

اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی۔ کامیابی کے یہ معنے نہیں کہ وہ ساری دنیا پر غالب آ گئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ نے اسلام کی فتح کی ایسی داغ بیل ڈال دی اور ایسی جماعت پیدا کی کہ دنیا بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ یہی وہ جماعت ہے جس کے ذریعہ اسلام کو فتح حاصل ہو گی۔ اس کے بعد پھر ہم دیکھتے ہیں کہ چونکہ انتظار کا اثر بہت سی طبائع میں پایا جاتا تھا اس لئے اس کامیابی کو دیکھ کر کئی اَور جھوٹے مدعی کھڑے ہو گئے کہ ہم بھی ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ہیں جو ایک آنے والے کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ شاید دنیا کو فتح کر لینا آسان کام ہے اور شاید ہم بھی اس میں کامیاب ہو جائیں گے مگر پہلے بھی ناکام رہے تھے اور یہ بعد والے بھی ناکام رہے۔

اِسی قسم کے مدعیوں میں سے کچھ دن ہوئے ایک کے خطوط میرے پاس روزانہ آتے تھے۔ میں نے آخر ایک دن دفتر کو ہدایت کی کہ اسے یہ خط لکھیں کہ تم مجھے کیوں لکھتے ہو؟ اس سے تمہاری غرض کیا ہے؟ اگر تمہارا میری طرف خط لکھنے سے مطلب یہ ہے کہ تم میرے ذریعہ سے جماعت کو فتح کر لو گے تو جماعت کی خوبی کو تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ یہی وہ جماعت ہے جو کام کرنے والی ہے اور تم یہ خواہش رکھتے ہو کہ بنی بنائی جماعت تمہیں مل جائے۔ ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ جماعت خراب ہے اور اس کے اندر نقص پایا جاتا ہے تو پھر تم بھی کوشش کر کے ایک جماعت بنا لو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ جماعت بنانا کہاں تک آسان کام ہے۔ اور اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہے کہ پکی پکائی چیز تمہیں مل جائے تو یہ خیال غلط ہے۔ اس کو تو جس کے لئے خدا نے پکایا ہے وہی استعمال کرے گا خدا کسی دوسرے کو نہیں دے گا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی ایسا گروہ جھوٹے مدعیوں کا کھڑا ہوا اور انہوں نے سمجھا کہ جو جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنائی ہے اسے ہم اُچک کر لے جائیں گے۔ حالانکہ اگر جماعت بنا لینا انسانوں ہی کا کام ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہی کیوں نہ بنا لیتے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے جو مہدی ہونے کے جھوٹے مدعی کھڑے ہوئے تھے انہوں نے جماعت کیوں نہ بنالی۔ یا بعد میں جھوٹے مدعی اس طرف کیوں راغب ہوئے کہ بنی بنائی جماعت ہمیں مل جائے۔ کیوں نئی جماعت نہ بنا لی۔ تو جہاں ان

جھوٹے مدعیوں کا وجود غلطی خوردہ یا افترا کرنے والا ثابت ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی ضرور ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے زمانہ میں بنی نوع انسان کو یہ امید ہوتی ہے کہ اب خدا تعالیٰ ضرور روحانی بادل بھیجے گا۔ اور سچے نبی کی بعثت سے قبل ان جھوٹے مدعیوں کا دعویٰ اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگوں کو ایک سچے نبی کی امید اور آس ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کی طرف سے بارش آتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح مادی بادل برستے ہیں تو طریق یہ ہے کہ وہ ہر جگہ پر برستے ہیں اور ان کے برسنے سے ہر قسم کی روئیدگی ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ بارش ایک ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اسی بارش سے ایک طرف میٹھے پھل پیدا ہوتے ہیں اور دوسری طرف اسی بارش سے کڑوے پھلوں کو بھی نشوونما حاصل ہوتا ہے۔ 1 ایک ہی قطرہ بارش کا جہاں انگور کو زیادہ شیریں بنا دیتا ہے، جہاں آم کو زیادہ شیریں بنا دیتا ہے، جہاں اَور مختلف قسم کے میٹھے پھلوں کو زیادہ شیریں بنا دیتا ہے وہاں بارش کا وہی قطرہ کیکر کو اور حنظل کو زیادہ تلخ بنا دیتا ہے اور کھٹی چیزوں کو زیادہ ترش بنا دیتا ہے۔ وہی بارش کا قطرہ جو انسان کے اندر گوشت پیدا کر دیتا ہے وہی قطرہ گھاس کے اندر روئیدگی پیدا کر دیتا ہے۔ جنگل میں اُگی ہوئی مختلف قسم کی جھاڑیاں اور جڑی بُوٹیاں جن کے نام بھی ہمیں معلوم نہیں اور پہاڑوں کی وادیوں میں پیدا ہونے والی بُوٹیاں بھی اِسی بارش سے اپنی روئیدگی کو ابھارنا شروع کر دیتی ہیں۔ تو بارش کا وہی قطرہ جہاں انسان کے اندر تر و تازگی اور نمو پیدا کر دیتا ہے وہاں وہ جنگل میں اُگنے والی ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیوں میں بھی روئیدگی پیدا کر دیتا ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہوتا ہے یعنی جب روحانی بارش آسمان سے آتی ہے تو دونوں قسم کی روئیدگی ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایک طرف سویا ہوُا کفر بھی بیدار ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایمان بھی تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ کفر بھی اُس زمانہ میں اپنی شان دکھانا شروع کر دیتا ہے اور مخالف لوگوں کے اندر بھی بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے آخر مکہ بھی وہی تھا اور عرب بھی وہی تھا لیکن آپ کی بعثت سے قبل عرب کے سرداروں کا کوئی نظام معلوم نہیں ہوتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد ہم کفار کو بھی منظّم اور مشہور عمل پاتے ہیں۔ اور وہ

سارے کے سارے اس کام کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں کہ کسی طرح محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دین کو پھیلنے سے روکیں اور سارے متحد ہو کر اس دین کو مٹانے کے لئے کوشش کریں۔ لیکن کیا وجہ تھی کہ یہ تنظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل نہیں تھی؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ جب آسمان سے بارش آتی ہے تو ہر قسم کی چیزوں میں روئیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس معاملہ میں بھی جھوٹے اور سچے میں بڑا فرق ہے۔ جب جھوٹے مدعی کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ اُن سے کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ بکری بکری سے کبھی نہیں ڈرتی بلکہ بکری شیر سے ڈرتی ہے۔ اس لئے جب کوئی جھوٹا مدعی کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اُس سے نہیں ڈرتے۔ لیکن جب کبھی فطرتِ انسانی یہ سمجھتی ہے کہ سچا موعود آگیا ہے تو اُس وقت کافر بھی بیدار ہو جاتا ہے کہ یہ ہے سچا خطرہ۔ اس کو دور کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ جو مخالفت اور جس قسم کی منظم مخالفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہوئی ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئی ہے ایسی مخالفت اور کسی کے زمانہ میں نہیں ہوئی۔ باب کے زمانہ میں بے شک شورش اور فساد پیدا ہوا لیکن یہ فساد بابیوں کے اپنے افعال کے نتیجہ میں تھا۔ پہلے بابیوں نے بعض لوگوں کو قتل کیا ان قتلوں کے نتیجہ میں حکومت نے ان کو مارا۔ لیکن پبلک خاموش رہی اور اس نے کوئی خاص مقابلہ نہیں کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تمام غیر قوموں میں آپ کے مقابلہ کا جوش پایا جاتا ہے۔ غیر احمدی علماء کی تنظیم پہلے سے زیادہ ہے۔ کیا تعلیمی لحاظ سے اور کیا دوسرے لحاظ سے۔ سارے کے سارے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ احمدیت کو کُچلا جائے۔ یہ چیز دنیا کے پردہ پر اور کسی مدعی کے مقابلہ میں نظر نہیں آتی۔ بہائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کہلانے والا ایک بہائی کی باہوں میں باہیں ڈالتا ہے اور کہتا ہے چھوڑو اِن باتوں کو تم بھی سچے اور ہم بھی سچے، چلو دونوں مل کر احمدیت کا مقابلہ کریں۔ بہائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے دل میں کوئی جوش پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی وجہ سے کوئی خطرہ نہیں۔ خطرہ ہے تو احمدیت کی وجہ سے ہے۔

تو جس طرح بارش کا پانی گرنے سے ہر قسم کی روئیدگی پیدا ہوتی ہے اسی طرح روحانی بارش کے وقت کفر بھی بیدار ہو جاتا ہے اور ایمان بھی تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے ایک جماعت قائم ہوئی۔ وہ جماعت کہ اس کے اندر اخلاص اور تقویٰ پایا جاتا ہے اور اس کے ایمان کے اندر ایک بیداری اور بلندی کی امنگ پائی جاتی ہے۔ خواہ وہ اس درجہ تک نہ ہو جس کی امید کی جاتی ہے، خواہ وہ ابھی تربیت کی محتاج ہو۔ مگر ایک لُولہ لنگڑا اور کمزور آدمی اگر صحیح راستہ پر جا رہا ہو تو ہر دیکھنے والا یہی کہے گا کہ ہے تو یہ لنگڑا پر چلتا ٹھیک راستہ پر ہے۔ آخر یہ ایک دن اپنی منزل پر پہنچ ہی جائے گا۔ اسی طرح ہماری جماعت کے متعلق خدائی قانون کے مطابق دیکھ کر ہر شخص یہی کہے گا کہ خواہ یہ جماعت سُست ہو یا چُست ہو، کمزور ہو یا طاقتور ہو مگر چلتی ٹھیک راستہ پر ہے۔ ایک دن آخر اپنی منزل پر پہنچ ہی جائے گی۔ تو ادھر آپ کی آمد سے اس قسم کی ایک جماعت قائم ہوئی اور اُدھر آپ کے آنے سے کفر میں بھی بیداری پیدا ہو گئی۔ یہ دونوں قسم کی جماعتیں ہیں اور دونوں اپنے اندر بیداری اور اُبھار پیدا کر رہی ہیں۔ جس طرح تلخ بُوٹیاں جو آپ ہی آپ اُگ آتی ہیں وہ اپنا جوش اور ابھار دکھا رہی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے بھی امید رکھتا ہے کہ ان تلخ بُوٹیوں کے مقابل میں اُسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اپنا ابھار دکھائے اور اپنی روئیدگی کو ظاہر کرے۔ دنیا ساری کی ساری اپنا ابھار اور اپنا جوش دکھانا چاہتی ہے اور اپنے حسن اور اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ گویا شیطان اپنی پوری زینت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے دین سے موڑے۔ تو اس کے بالمقابل خدا کے بیٹوں کا بھی یہ کام ہے☆ کہ وہ اپنے اندرونی اور روحانی حسن کو ظاہر کرنے کی اس رنگ میں کوشش کریں کہ شیطان کا حسن ماند پڑ جائے۔ اور اس کی خرابی تمام دنیا کو نظر آ جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا اپنے کاموں میں اس قدر چستی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں پچھلے کام ہیچ نظر آتے ہیں۔ مجھے حیرت آتی ہے اور میں جرمن قوم کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا خواہ وہ ہمارے دشمن ہیں، خواہ ہمیں ان کے ساتھ اختلاف ہے مگر جب میں جرمن فوجوں

☆ پرانے زمانوں میں نبی اور اس کی جماعت کو استعارۃً خدا کے بیٹے کہا جاتا تھا۔

کی قربانی کو دیکھتا ہوں تو میں ان کی بہادری کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چھ سال کا عرصہ کوئی معمولی عرصہ نہیں۔ چھ سال سے ان لوگوں نے نہ تو آرام کیا ہے اور نہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔ رات اور دن لڑتے رہے ہیں۔ بعض دن تو ایسے آئے ہیں اور روسیوں نے بھی ان کی بہادری کو تسلیم کیا ہے کہ سٹالن گراڈ سے ہٹتے وقت لاکھوں کی جرمن فوج متواتر سات دن تک لڑتی رہی اور اس نے آرام نہیں کیا۔ سارا دن لڑتے اور رات کو پیچھے ہٹتے۔ ساتویں دن جاکر اس فوج کو آرام کرنے کا موقع ملا۔ اور وہ جگہ اتنی تنگ تھی کہ سپاہیوں نے کھڑے کھڑے ایک دوسرے سے ٹیک لگا کر آرام کیا۔ یہ کتنی ہمت اور کتنی بہادری ہے۔ لیکن یہ ہمت ہمارے آدمیوں میں ابھی کہاں ہے۔ حالانکہ اگر ہم نے ان سب کا مقابلہ کرنا ہے تو ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اِس زمانے کے حالات کو دیکھیں اور سمجھیں کہ کفر کی بُوٹیوں نے اس پانی سے کتنا فائدہ اٹھایا ہے۔

کیا یہ شرم کا مقام نہیں کہ ایمان کے درخت تو اس پانی سے فائدہ نہ اٹھائیں حالانکہ یہ پانی ان کے لئے اتارا گیا تھا۔ مگر کفر کی بُوٹیاں اس سے فائدہ اٹھائیں۔ جب باغ کو پانی دیا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ باغ کے درختوں کو سیر اب کیا جائے لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اس پانی سے باغ کے کناروں کا گھاس تو اُگ آئے اور اس میں روئیدگی پیدا ہو جائے لیکن باغ کا درخت سُوکھ جائے۔ حالانکہ وہ پانی کنارے کے گھاس کو نہیں دیا گیا تھا بلکہ ان درختوں کو دیا گیا تھا جو اس باغ کے درمیان میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ روحانی بارش اس لئے بھیجی ہے کہ مومن اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ اور اپنے اندر ترو تازگی اور جوش اور نئی زندگی پیدا کریں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جن کے لئے یہ پانی نہیں اتارا گیا وہ گھاس پھونس تو اِس پانی سے فائدہ اٹھا کر سرسبز و شاداب ہو رہا ہے لیکن باغ کے وہ درخت جن کے لئے یہ پانی اتارا گیا تھا وہ ابھی اس بات کے محتاج ہیں کہ ان کے اندر بیداری اور ہوشیاری پیدا کی جائے۔

پس میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وقت کو پہچاننے اور ضرورتِ زمانہ کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ایک نئی دنیا پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس کام کے لئے پہلا موقع اُس نے ہم کو دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پہلے ہونے کی وجہ سے

ہمارے لئے آسانیاں ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارا معاہدہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ اپنے عہد کو توڑتے چلے جائیں اور پھر بھی یہ کام وہ ہمارے ذریعہ سے ہی کرائے۔ یہ تو اس کا احسان اور اس کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہم کو موقع دے دیا ہے۔ اب ہماری شرافت ہوگی، ہماری ایمانداری ہوگی، ہماری دیانت ہوگی اور ہماری ہوشیاری ہوگی اگر ہم اس انعام سے فائدہ اٹھا کر خدا تعالیٰ کی برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اپنی عادات اور اپنے افعال کی نگرانی کرنا چاہیے۔ ہمارا سونا ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔ ہمارا کھانا ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔ جب تک ہر چیز اس طرح ہمارے قابو میں نہ ہو اور ہمارے زائد اوقات، ہماری عقل اور ہمارا علم خدا اور اس کے دین کی خاطر صَرف نہ ہو اُس وقت تک ہماری مثال اُس برتن کی ہوگی جو ٹوٹا ہوا ہو اور جب اس میں پانی بھرا جائے تو وہ پانی دوسرے سوراخ کے رستہ نکل جائے۔ پس ٹوٹا ہوا برتن کسی کام نہیں آتا اور میلا شیشہ کوئی اپنے پاس نہیں رکھتا۔

میں جب بچہ تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تقریر کر رہا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک آئینہ ہے اور میں کہتا ہوں کہ دیکھو انسان کا دل خدا کے سامنے آئینہ کی مانند ہے۔ جس طرح انسان اپنا حسن آئینہ میں دیکھتا ہے اسی طرح خدا بھی اپنے حسن کو اور اپنی صفات کو انسان کے قلب میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے اگر انسان کا دل خدا تعالیٰ کی صفات کو اعلیٰ درجہ کا ظاہر کرنے والا ہو تو خدا تعالیٰ اُس کو قیمتی قرار دیتا ہے اور اسے اپنے پاس رکھتا ہے۔ لیکن اگر انسان کا قلب داغدار اور میلا ہو اور شفاف نہ ہو اور اس میں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ غلط نظر آتا ہو تو اتنا کہہ کر میں نے رؤیا میں اس آئینہ کو جو میرے ہاتھ میں تھا زور سے زمین پر دے مارا اور کہا کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ بھی اٹھا کر اِسی طرح دے مارتا ہے۔ تو انسان کو اور خصوصاً انبیاء کے زمانہ کے انسان کو خدا تعالیٰ نے چُنا تو ہے مگر اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھائے اور اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہو۔ پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ رب ہو، وہ رحمٰن ہو، وہ رحیم ہو، وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہو،2 وہ مُحیِ ہو، وہ مُمِیت ہو وہ رزّاق ہو، وہ جبّار ہو، وہ علیم ہو، وہ شکور ہو، وہ ستّار ہو، وہ غفّار ہو، اور وہ رشید و حمید ہو۔ غرض خدا تعالیٰ کی ساری کی ساری صفات کو ظاہر کرنے والا ہو جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ننانوے ہیں مگر ہیں اس سے

بھی زیادہ۔ وہ ساری کی ساری صفات مومن اپنے اندر دکھائے اور ان کو صحیح طور پر استعمال کرے اور ان سے اچھے پھل پھول پیدا کرے۔ تبھی یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اُس مقصد کو پورا کرنے والا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور اس مقصد کو پورا کرنے والا نہیں تو وہ ایسا آئینہ ہے جو میلا ہے اور جو شفاف نہیں اور اس میں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ ایسے آئینہ کو توڑ دے گا۔ کیا ہی بد قسمت ہے وہ آئینہ جو پہلے خدا کے ہاتھ میں اور خدا کی آنکھوں کے سامنے اس کے حسن کو ظاہر کرنے کے لئے آیا مگر جب میلا ہونے کی وجہ سے وہ خدا کے حسن کو ظاہر نہ کر سکا تو بعد میں خدا کے حکم کے مطابق اُسے توڑ دیا گیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ 3 یعنی ان کو کہہ دے کہ اے لوگو! اگر تم اس مقصد کو پورا نہیں کرتے جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو تو خدا تعالیٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ اگر تم اس بچہ کی طرح جو ماں کی طرف دَوڑ کر جاتا ہے میری طرف دَوڑ کر آنے والے نہیں۔ اگر تم میرے حضور اپنی اصلاح کے لئے نہیں آتے تو پھر میں بھی تمہاری کوئی پروا نہیں کرتا۔ اُس وقت انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ یعنی دوزخ کے اس مقام میں جا گرتا ہے جس کے نیچے اور کوئی مقام نہیں۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر بیداری پیدا کریں اور اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنے آپ کو ایسا بد قسمت نہ بنائیں کہ جو بارش خدا تعالیٰ نے ان کے لئے نازل کی ہے کافر تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کا مستقبل ان ہی کے ہاتھ میں دے دیا ہے؟ اگر وہ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر قائم رہے اور انہوں نے اپنے عہد کو نباہا تو جس طرح آج لوگ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کی جماعتوں کو یاد کرتے ہیں اسی طرح آنے والی نسلیں انہیں بھی یاد کریں گی اور خواہش کریں گی کہ کاش! اُس وقت ہم بھی ہوتے اور مل کر دین کی خدمت کرتے۔ لیکن جو صحیح طور پر دین کی خدمت نہیں کرتا اور اپنے اوقات اور اپنی طاقتوں کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرتا اُس کا نام اسی طرح لیا جائے گا جس طرح اُبی بن سلول کا نام لیا جاتا ہے۔ آج ہر شخص کراہت سے اس کا نام لیتا ہے اور حیران ہوتا ہے کہ یہ بھی کیا شخص تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

قرب عطا کیا اور پھر بھی یہ ایمان سے محروم رہا اور خدا تعالیٰ کی نعمت اسے نصیب نہ ہوئی۔ اور وہ ایک ایسی بُوٹی ثابت ہوا جو ایک اچھے باغ میں پیدا ہوئی مگر اس نے تلخ اور بدمزہ پھل دیا۔ پس تم اپنے آپ کو شکور بناؤ اور اپنے علوم اور اپنے اوقات کو ضائع کرنے کی بجائے ان کو دین کے لئے صَرف کرو تا کہ خدا بھی تم سے خوش ہو اور خدا تعالیٰ کے بندے بھی دعاؤں کے ساتھ تمہیں یاد کریں۔" (الفضل مورخہ 2 مارچ 1945ء)

1: وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ (الرعد:5)

2: الفاتحۃ:4

3: الفرقان:78